36

یکم نومبر:

غدر پارٹی کی سالگرہ

یگانتر آشرم میں تیار ہو
کر ہندوستان غدر پریس میں شائع ہوا۔

تمام خط و کتابت ذیل کے پتے پر ہونے چاہییں:

The Editor "Hindustan Gadar"
5- Wood Street
San Francisco, Calif.
Telephone: West- 7491 U.S.A.

شہیدانِ وطن کی نذر

یہ پمفلٹ ان شہیدوں کو ارپن کیجاتی ہے۔
جنہوں نے دیس کی خاطر اپنی جانِ شیریں قربان
کردی۔ جو اپنے خون اور ہڈیوں سے اس پارٹی
کی بنیاد رکھ گئے ہیں اور مضبوط کر گئے ہیں۔
جن کا یقین اپنے دیس کی آزادی میں
نہ ہلنے والا تھا۔ جنہوں نے اپنے رشتہ داروں
کی محبت سے موڑ کر دیس کو سب سے زیادہ
پیارا سمجھا۔

فہرست مضامین:

غدر کا پہلا پرچہ	صفحہ ۳
غدر پارٹی کی سالگرہ	صفحہ ۱۲
مصر میں انگریزی تہذیب کی مثال	صفحہ ۱۹
پنجابی نظم	صفحہ ۳۰

امریکہ نال مقابلہ کر اپنا

چت اساں دے کن پریشان ہوئے

ایس دیس وچ لوک بیمار لیندے

نظر اوہدے ہندی بیجان ہوئے

ہلک مرض کرون نوں دور چھیتی

ہندوستانی سی اک زبان ہوئے

(۱۱) غدر پارٹی امریکہ وچ قائم کیتی

ہندوستان آزاد کراونے نوں

رولی پیگئی کل جہان اندر

ہندی تیار ہن غدر مچاونے نوں

ہندوستان چوں کڈھ فرنگیاں نوں

پرجا راج دی جڑھ لگاونے نوں

کئی چھوڑ امریکہ روان ہوئے

سُتے دیس نوں جا جگاونے نوں

کم اوہناں نے اوتھے سی بہت کیتا

کسر چھوڑی نہ پل ہلاونے نوں

مرن مارن نوں سب تیار دِسن

تیار نہیں سن ہتھ اٹھاونے نوں

ایہہ رہیگی پارٹی کام کردی   ہند فرنگیاں پاسوں چھڈاونے نوں

دیس اساں دا اساں نے سانبھ لینا   کوئی رہی نہ بات چھپاونے نوں

بندے ماترم

لگے جونک وانگوں پینے رت ساڈی
کیتا تنگ ہے دشمناں جاپانیاں نے
ظلم کرن تاں ہتھ نہ کوئی پکڑے
مار گولیاں جان مکانیاں نے
بچے تڑپدے بھکھ دے نال ساڈے
گیہوں چاول ولائت پہچانیاں نے
کم اسیں کردے دنے رات مردے
ساڈے سراں تے موجاں ایہہ مانیاں نے
ڈکھ ہن انیک ہنیں گئے جاندے
گئے اساں تے جو فرنگستانیاں نے
یارو ظلم توں ہو گئے تنگ بُجے (۴)
چھوڑ دیس امریکہ رواں ہوئے
ایتھے آ آزادی دی ہوا لگی
ساڈے دلاں نوں کجھ ارمان ہوئے
کجھ ہوش آئی کجھ سوچ آئی
اسیں رہے سی دکھ نشان ہوئے
دنیا موج بہار انند کردی
دکھ سب روان ہندوستان ہوئے
دنیا دے خوشی ہند بہت دکھی
اسیں دیکھ کے بہت حیران ہوئے

غدر پارٹی کا جنم دن

پنجابی نظم: (۱)

آؤ اج پریمیو ہو کٹھے

جنم پارٹی دن منا لیئے۔

یکم نومبر نوں رکھی بنیاد سی جی:۔

بھئی ہند آزاد کرا لیئے۔

ست سال ہوئے پارٹی قائم ہویاں

پیر اٹھویں سال رکھا لیئے۔

جنہاں مہراں دیس ہت جان واری

لاٹ انہاں دی دل وچ دکھا لیئے۔

کالے پانی جو دکھ سہار رہے

فخر قوم اوہ گلے لگا لیئے۔

جیل خانیاں وچ ہن کئی رلدے

بُھلے ویر سو یاد کرا لیئے۔

غدر پارٹی فرض ادا کیتا

جو کجھ کیتا اے سب بتا لیئے۔

(۲) ظلم ہو رہا سی بہت دیس اندر

اکھاں کھولیاں نوں سبھ دستانی نے

جا ہند فرنگیاں لٹ چاہی۔

ساڈی بہت ہی دکھ کھایاں نے

پیسہ کوڈی ولایت پہنچا دتا

سانوں تنگ کیتا دغے دیاں نے

ہے ہیں - تو کیوں نہایت بے شرمی کے ساتھ ساتھیوں (کیونکہ
جنگ میں انگریزوں کو مدد دی تھی - اور ان کے خلاف غدر ہیں
ن نعمتوں سے دھکیلا جا رہا ہے - ولسن نے اسکا جواب کیا دیا؟
یزوں کی حکومت منظور کرلی! اور صلح کی اس شرط پر دستخط
یہ ڈیموکریسی اپنی جان کو بار بار دہرا رہا ہے - کہ وہ کن
کے بس میں آگئی ہے - برابری و آزادی کے ساتھ دوستی
ں دشمنی لیگی +

ر کی آزادی کی متعلق ان وعدہ شکن لوگوں نے اقرار کیا - مگر مصیبت
یروں کے حقوق کو تسلیم کر لیتے ہیں - سوال صرف یہ ہے کہ کسی مناسب موقعہ
فائدہ نہیں اٹھاتے - ان کا حشر کیا ہوتا ہے - مصر کی مثال ہمارے سامنے
- وہ لوگ جاہل ہیں بیوقوف ہیں جو انگریزوں کے وعدوں پر یقین کر لیتے ہیں!
مسٹر ولسن کو ان دل ہلا دینے والے حادثات و مظالم سے
یلیگیشن نے واقفی دلانی چاہی - اور اس سے بات چیت کرنے
وقت مانگا - تو "آزادی کا پیغمبر" جواب دیتا ہے - "میرے پاس
یں - میں دیگر کاموں میں مشغول ہوں" بھلا اس سے خود ہی سوال
بلتا تھا - کہ ایک ملک دوسرے ملک کو تباہ کر رہا ہے - اور اسے
کہ وہ انگریز شاہی ظلم سے مصر کو نجات دلائے +

کیا جنگ یورپ میں جو محض تجارت کی غرض سے چھیڑی گئی تھی -
ہونے والے لوگ زیادہ رتبہ رکھ گئے ہیں - ان لوگوں کی نسبت
یروں یا دوسری قوموں کے ایسے مظالم کا خاتمہ کرنے کیلئے قربانی کریں؟

ایک طرف تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انگریز مصر۔ ہندوستان آئرلینڈ وغیرہ ممالک پر اتنی شدت سے ظلم کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ان ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کے سرغنوں لائڈ جارج بلفور وغیرہ کو صلح کی کانفرنس کی کرسیوں پر ہم بیٹھے ہوئے دیکھتے ہیں؟ یہ لوگ جو ظلم کرتے تھکتے نہیں۔ بیٹھ جاتے ہیں اور دنیا کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے ذمہ دار خود بخود ہی مقرر ہو جاتے ہیں۔ بھلا ان کو دنیا میں کونسا حق حاصل ہے۔ کہ وہ دوسروں کی مرضی کے خلاف اور ان کی اجازت کے بغیر ہی ان کے متعلق کوئی فیصلہ کر سکیں۔ ہاں ایک ہے اور وہ ہے طاقت۔ جسکو توڑنے کے لئے طاقت برتنی پڑیگی۔

ایک طرف تو آزادی۔ برابری۔ انصاف کے الفاظ عام طور پر بڑی اونچی سے یہ لوگ (صلح کی کانفرنس میں حصہ لینے والے) استعمال کرتے رہے۔ اور دوسری طرف انہی تینوں الفاظ کے تباہ کن بھی بھی مخفی پائے گئے۔ کیا ولسن یا کلیمنشو وغیرہ جو جرمنی کے بلجیم کی غیر جانبداری توڑنے پر بڑے سیاپا اٹھا اٹھا کر پرچار کرتے تھے۔ اور جرمنی کو Huns وغیرہ الفاظ سے پکارتے تھے۔ انگریزوں کے ان مظالم سے بیخبر تھے؟ ہرگز نہیں۔ ولسن کو تار پر تار دیا گیا۔ کہ ان کے ساتھ ظلم کیا جا رہا ہے۔ ایک تار میں سید زاغلول نے ولسن کو یاد دلایا۔ کہ جب سابق دشمنوں کو آزادی و برابری کے حقوق

اس عورت سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ وہ اور اسکا خاوند لوٹ لیا گیا ہے۔ پھر سپاہیوں نے اسکے ساتھ زنا بجبر کرنا چاہا۔ اور جب اسکے خاوند نے پروٹسٹ کیا۔ ان میں سے ایک نے اسے گولی مار دی۔ اور وہ اگلے روز مر گیا۔ عورت دوسرے کمرہ میں بھاگ گئی۔ لیکن سپاہیوں نے اسکا تعاقب کیا۔ اور باوجود اسکے کہ وہ حمل سے تھی۔ اسے پکڑ لیا۔ اس نے خیال کیا۔ کہ اگر وہ اپنے بچے کو جو کہ اسکے کاندھوں پر تھا دکھلا کر سپاہیوں سے رحم چاہیگی۔ تو شاید وہ اپنی عصمت بچانے میں کامیاب ہو جائے۔ لیکن جب اس نے اپنے بچوں کو سپاہیوں کی طرف رحم کے لئے بڑھایا۔ تو سپاہیوں نے نہایت بے رحمی سے بچہ کو ہی گولی مار دی۔ گولی بچے کے دائیں پہلو میں لگ کر پار ہو گئی۔ وہ بچہ مرا نہیں۔ اور ابھی تک گاؤں کے ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ سپاہیوں نے گھر کو آگ لگا دی۔ اور آدھا گھر تباہ ہو گیا۔ وہ عورت کل اپنی گواہی دینے آئی تھی۔ لیکن زیادہ درد ہونے کی وجہ سے وہ حاضر نہ ہو سکی +

اس رپورٹ میں اور بہت سارے ایسے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انگریز ماڈرن زمانہ میں سب سے زیادہ وحشی بے رحم و ظالم ہیں۔ اور انسانیت کی دشمن ہیں اور کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی

میں خیال کرتا ہوں - کہ کوئی عورت اس بے عزتی سے نہیں بچی - کیونکہ سپاہی تمام شام سے لیکر اگلی صبح تک گاؤں میں ہی ٹھہرے - جب کہ مرد گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے - جو گاؤں میں رہ گئے تھے - انہیں یا تو ہلاک کیا گیا - یا بے بس - اگر تمہیں ایسی عورتیں یا کنواری لڑکیاں ملتی ہیں - جنہوں نے اپنی عصمت کی شکائت نہیں کی - تو محض اسلئے کہ وہ بدنام ہونے سے ڈرتی ہیں + پھر انہوں نے گھر کو آگ لگا دی - جو ہم نے ان کے چلے جانے کے بعد بجھائی - مگر آدھا گھر جل گیا - اسکے بعد ایک اور گروہ داخل ہوا - لیکن ان کو وہاں کچھ نہ ملا - اور جب انہوں نے مردہ انسان اور عورتوں کی یہ حالت دیکھی - تو وہ وہاں سے چلے گئے +

شہادت نمبر ۳

اس حادثہ کی صبح کو جبکہ آگ لگی ہوئی تھی - چار سپاہیوں نے میرے پڑوسی کے گھر کو توڑنا چاہا - جمیں وہ کامیاب ہو سکے - پھر وہ ساتھ والے گھر میں داخل ہوئے - اور چھت پر چڑھ گئے - جہاں سے وہ اس پہلے گھر میں داخل ہوئے - وہاں ان کو گھر کا مالک اور اسکی عورت ملی - جس کے پاس ایک سال کا بچہ تھا - انہوں نے گھر کی تلاشی لی - اور تمام مال و متاع جو انہیں ملا لوٹ لیا گیا - میں چونکہ اسکے پڑوس میں رہتا ہوں - مجھے بکس توڑنے کی آواز سن سکتی تھی - مجھے

تو دیکھا کہ ہمارا گھر جل چکا تھا۔"

شہادت نمبر۲

ن کا یہ ذکر ہے اسدن پندرہ انگریز سپاہی
ں داخل ہوئے۔ جہاں کہ میرا بھائی تین عورتیں
ے اور میں موجود تھے۔ سپاہیوں نے زیور و
ں کو ملا لوٹ لیا گیا۔ عورتیں خوفزدہ ہوکر بالاخانہ
ہم بھی ان کے پیچھے چلے گئے۔ سپاہی ہمارے
ے بعد اوپر آ چڑھے۔ انہوں نے نہایت
ک عورت پر حملہ کیا۔ اور ان میں سے ایک
ت پر حملہ کیا۔ دوسرے سپاہی دروازہ پر کھڑے
اندر جانیکی کوشش کی۔ مگر سپاہیوں نے مجھے
دیکر واپس کر دیا۔ اس اثناء میں میرے بھائی
ر کیا۔ کہ "ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں
نہیں دیکھ سکتے۔ کہ کوئی ہماری عورتوں کی
ے۔ یہ بالکل ناقابل برداشت ہے" وہ
حفاظت میں گیا۔ لیکن فوراً اسپر فائر
ں آگے بڑھا۔ اور اپنے بھائی کو اٹھا کر
لتہ کے کمرہ میں لیگیا۔ وہ اگلے دن مرگیا۔
دیر تک عورتوں کے ساتھ رہے۔ میں نے اپنی
خود دیکھا کہ وہ میری عورت کی عصمت بگاڑ رہے تھے

ہوئے دیکھے - اب میں اپنے مکان میں چلا گیا اور اپنا دروازہ بند
کر لیا - اس گھر میں میں اور میری بہن جو ایک کنواری کنیا جس کی
عمر ۱۷ سال کی تھی کے سوائے اور کوئی نہ تھا - میرے گھر کا دروازہ توڑ
ڈالا گیا - اور آٹھ انگریز سپاہی داخل ہوگئے - دو سپاہیوں
نے مجھے پکڑ لیا - اور دو نے میری بہن کو - اور باقی گھر کی تلاشی
لینے میں مصروف ہوگئے - ان کو جو زیورات یا نقدی ملی -
انہوں نے لوٹ لی - میں اگرچہ سپاہیوں کے قابو میں تھا -
تاہم میں یہ دیکھ سکتا تھا - کہ وہ جنہوں نے میری بہن کو
پکڑا ہوا تھا اسکے ساتھ کیا کر رہے تھے - انہوں نے اسے
بیہوش کرکے زمین پر گرا لیا - اس نے بہترا شور و غل مچایا -
اور روک بھی کی - اسکے کپڑے اتار دیئے گئے اور وہ بالکل
ننگی کر دیگئی - ایک سپاہی نے اپنی پتلون اتاری - اور
باوجود اسکے رونے پیٹنے کے اسکی عصمت بگاڑ دی - اسکے
بعد دوسرے سپاہی نے جو میری بہن کا سر پکڑے ہوئے
تھا - اسکے ساتھ زنا بجبر کرنا چاہا - میری بہن نے پھر روکا - اور
بھاگنے کی کوشش کی - آخر اس نے میری بہن کو گولی
ماری - جو اسکے سر پر لگ کر اسکی گال میں سے گذر گئی -
اور بیچاری لڑکی نے اسیوقت جان دیدی - اسکی مالا اتار
لیگئی - اور ہماری بھیڑیں و دیگر مال و متاع لوٹ لیا گیا -
جب وہ چلے گئے - تو میں نے رات باہر گذاری - جب میں

انگریز کتنے ظالم اور ساتھ جھوٹے اور بکواسی ہیں۔ غدر پریمیوں کو معلوم ہوگا۔ کہ جو وقت مصر میں گڑبڑ ہوئی تھی۔ تو اسکے تھوڑا عرصہ بعد ہندوستان میں بھی انگریزی شاہی ظلم کے خلاف شور و غل مچا تھا۔ جیسا کہ ۱۳۔ اپریل کو جبکہ ہزاروں نہتے لوگ ان ظلموں کے خلاف امرتسر میں پروٹسٹ کرنے کی غرض سے اکٹھے ہوئے تھے جس کو "رولٹ بل" کہا جاتا ہے۔ تو جنرل ڈائر نے ہزاروں کی گنتی میں بلا خبر کیئے گولی سے ہلاک کر ڈالے۔ اور بعد میں مارشل لاء کا اعلان کر کے ایک گلی میں رینگ کر چلنے کا حکم محض اسلیئے دیا تھا۔ کہ ہندوستانیوں نے ایک انگریز عورت کو جس نے زخمی ہندوستانیوں کی مرہم پٹی کرنے سے اور اپنے ہسپتال میں ان کو جگہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ برا بھلا کہا تھا۔ ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ میں ظالم گورنمنٹ کے قائمقام ڈائر نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ اسنے رینگ کر چلنے کا حکم اسلیئے دیا تھا۔ کہ ہندوستانیوں نے ایک عورت پر حملہ کیا تھا۔ اور انگریز عورت کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ نیچے لکھے بیانات جو کہ مصریوں نے ایک کمیٹی کے روبرو دئے ہیں ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ انگریز مستورات کی کیسی عزت کرتے ہیں:

شہادت نمبر ۱

شام کے وقت جب انگریز سپاہی ہمارے گاؤں میں داخل ہوئے۔ میں نے ان میں سے بہت سارے اپنی گلی میں کھڑے

وفد یقین کرتا ہے۔ کہ انصاف کا وقت مصر اور دوسرے ممالک کے لیے آپہنچا ہے۔ کیونکہ کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔ اور امید کیجا سکتی ہے۔ کہ غلامی کا خاتمہ کیا جائیگا۔ ایسی غلامی جو طاقت سے پیدا کیگئی تھی۔ اور مصر بھی قوموں کے بھائی چارے میں شامل ہو جائیگا۔ اس مرحلہ کو طے کرنے کیلئے مصر نے اپنا وکیل ڈیلیگیشن مقرر کیا ہے۔ جس کا پریزیڈنٹ ہونے کا فخر مجھے حاصل ہے۔ اس ڈیلیگیشن کا منشا یہ ہے۔ کہ وہ واجب اور صلح کے ذریعہ سے اپنی (مکمل) آزادی حاصل کرسکے۔

"اگرچہ ہمارے مشن میں طرح طرح کی روکاوٹیں ڈالی گئی ہیں۔ یہاں تک کہ ڈیلیگیشن کو پیرس جانے کے لئے پاسپورٹ تک نہیں دیا گیا۔ تاہم ہم ان تکالیف اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے دل شکستہ نہیں ہوئے"۔

دستخط پریزیڈنٹ ڈیلیگیشن
سعید زاغلول

مصری ڈیلیگیشن کے نہایت مدلل تجاویز پیش کرنے کے باوجود ممبران کو مالٹا میں جلاوطن کیا گیا۔ جس پر ملک میں ایک بڑی بھاری گڑبڑ مچگئی۔ لوگ انگریز نام تک سے نفرت کرنے لگ گئے۔ ریلوے لائن و تاریں وغیرہ توڑ ڈالی گئیں۔ انگریز تو بہانہ ہی ڈھونڈھتے تھے۔ چنانچہ ہم ذیل میں ان بیانات کو جگہ دیتے ہیں۔ جو مصریوں نے اپنی رپورٹ میں شائع کئے ہیں۔ ناظرین پڑھکر معلوم کریں گے۔ کہ

گولی منسیب ہوئی - مصری پارلیمنٹ نے اپنا ڈیلیگیشن صلح کی کا
پر بھیجنا چاہا - تو اس ڈیلیگیشن کو جلا وطن کیا گیا - چنانچہ ہم ذیل
مذکور رپورٹ سے لیکر چند ثبوت بہم پہنچاتے ہیں - کہ مصری ڈیلیگ
کے ساتھ ایک نامناسب سلوک کیا گیا +

مصری ڈیلیگیشن جو مصری قوم نے چنے ہیں - اپنے حقوق
میں پیش کرتے ہیں:

مصر اپنی آزادی طلب کرتا ہے:

(ا) کیونکہ یہ (آزادی) قوموں کا قدرتی حقوق ہیں -

(ب) کیونکہ مصر اپنی آزادی کی طلب ہمیشہ کرتا رہا ہے -
اسے اس مانگ پر اپنے بچوں کے خون کا دریا بہانا پڑا -

(ج) کیونکہ جب سے ٹرکی کی سرپرستی مصر پر سے اٹھا دی
ہے - تب وہ کسی ملک کو ذمہ وار نہیں - یعنی خود مختار ہے -

(د) کیونکہ اب وقت آگیا ہے - کہ مصر اپنی آزادی کا
کرے - کیونکہ اسکے مالی و اخلاقی حالتیں
بات کی اجازت دیتے ہیں +

۱۱- جنوری ۱۹۱۹ء کو مصری ڈیلیگیشن نے ذیل کی
مصر میں پردیسیوں کے نام پر شائع کی:

" یہ سچ و انصاف کی صلح اس نفرت کو جو چہ
غلام قوموں کے دلوں میں اپنے فاتحوں کے خلاف
ہوئی ہے غائب کر دیگی +

کی کتاب ہے۔ اور ان ۱۸۰ صفحوں میں دل ہلا دینے والے اور اس زندگی سے بیزار کر دینے والے ان مظالم کو پیش کیا گیا ہے۔ جو انگریزوں نے مصر میں کیئے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم ان ظلموں کا ذکر کریں۔ جو انگریز مصر پر کرتے رہے ہیں۔ اپنے ناظرین کو مصر کے متعلق تھوڑی واقفی دلانی چاہتے ہیں۔

مصر پہلے پہل ترکی کے ماتحت تھا۔ لیکن ترکی کی محض سرپرستی تھی۔ اور مصر اپنے راج کا کاروبار آپ چلاتا تھا۔ مصر ایک نہایت قدیم ملک ہے۔ جو ہندوستان کی طرح پرانی عظمت و تہذیب کا مالک رہ چکا ہے۔ یوں بھی بڑا زرخیز ملک ہے۔ اور جو ملک دھنی ہے۔ وہ انگریزوں کی لالچی آنکھوں سے کیسے بچ سکتا ہے۔ انگریزوں نے ہزارہا طرح کے فریب و داؤ کھیلکر وہاں اپنا رسوخ جما لیا۔ ۱۹۱۴ء میں جب جنگ شروع ہوا۔ اور ترکی جنگ میں انگریزوں کے خلاف شامل ہو گیا۔ تو فرنگیوں نے ایک اعلان کے ذریعے مشتہر کر دیا۔ کہ ترکی کے مصر کے ساتھ جو تعلقات تھے یعنی مصر پر ترکی کی جو سرپرستی تھی۔ وہ منقطع ہو گئے۔ اور ساتھ میں ہی وعدہ کیا۔ کہ "ہم مصر کو پورن آزادی جنگ کے اختتام پر عطا کر دینگے۔" مصری لوگ سمجھے۔ کہ یہ فرنگی جو کچھ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہی اسے پورا کرینگے۔ چنانچہ انگریزوں کے حسب اقرار جنگ کے خاتمہ پر مصریوں نے اپنی آزادی مانگی۔ تو آزادی کی بجائے انہیں

مصر میں انگریزی تہذیب کی مثال

ہندوستان میں عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ دنیا دکھ میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور دکھ میں ہی اوقات بسر کرتی ہے۔ اور دکھ میں ہی پران تیاگ دیتی ہے +

اگر واقعی یہ بات ساری دنیا پر ٹھیک ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی اسپر اعتراض کرتا ہو۔ تو ہم بھی کسی دنیا کو زیادہ تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھتے۔ مگر اتنا تو ضرور ہی سمجھئے۔ کہ انگریزی راج جہاں کہیں بھی گیا۔ اپنے ساتھ لوہے کا ہاتھ اور لوہے کی ایڑھی لیگیا۔ جو ملک بھی انگریزی راج کے نیچے ہے۔ اپنے متعلق کہیگا۔ کہ وہ بے شمار اور وحشیانہ مظالم برداشت کر رہا ہے۔ ہمارے خیال میں ہر ایک اپنے اپنے نکتہ خیال سے راستی پر ہے۔ اکثر کہا کرتے ہیں۔ کہ جسکو نہ پوچھو۔ وہی سکھ میں زندگی بسر کرتا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دراصل سبھی دکھی ہیں ہمیں ہمیشہ یہ شکایت رہی ہے۔ کہ ہندوستان میں انگریزی ظلم کی حد ہی ہو گئی ہے۔ اور اس سے بڑھکر اور کسی ملک میں انگریز ظلم نہیں کرتے۔ لیکن سچ یہ ہے۔ کہ مصر وغیرہ ممالک ہم سے کسی طرح کم مصیبت میں نہیں ہیں +

آج ہمارے سامنے مصری ڈیلیگیشن کی رپورٹ پڑی ہے۔ جو انگریزی زبان میں لکھی ہوئی ہے۔ ۱۸۰ صفحے حجم

اتنے میں بیڑی ڈوب چلی - اور جب ملاح و پروفیسر دریا میں غوطے لگانے لگے - تو ملاح نے پروفیسر صاحب سے پوچھا - کہ کیا پروفیسر صاحب تیرنا جانتے ہو - تو پروفیسر نے جواب دیا - نہیں جی - اسپر ملاح نے کہا - تو پروفیسر صاحب آپکی ساری زندگی ہی فضول گئی - اسی طرح اس کو تو پر جو شخص اپنی آزادی کیلئے تیار نہیں - سمجھو کہ اسکی زندگی فضول ہے
اسوقت سوائے ہندوستان کی آزادی کے باقی سب ٹیں ٹیں فش ہے

آؤ سب اکٹھے ہوکر اپنی متحد طاقتوں سے دانائی و ہوشیاری و بہادری سے ظالموں پر ایک بار ہی چوٹ لگائیں - تاکہ اس دنیا کو جو نیک لوگوں کے رہنے کی جگہ ہے - ان بیرت شیطان لوگوں سے پاک کر دیں - اس بڑے پاپی کو پچھاڑنا ایک بڑے ثواب کا کام ہے

(بولو بندے ماترم)

مصر میں انگریزی تہذیب کی مثال

ہندوستان میں عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ دنیا دکھ میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور دکھ میں ہی اوقات بسر کرتی ہے۔ اور دکھ میں ہی پران تیاگ دیتی ہے +

اگر واقعی یہ بات ساری دنیا پر ٹھیک ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی اسپر اعتراض کرتا ہو۔ تو ہم بھی اسکی دنیا کو زیادہ تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھتے۔ مگر اتنا تو ضرور ہی سمجھیگے۔ کہ انگریزی راج جہاں کہیں ہی گیا۔ اپنے ساتھ لوہے کا ہاتھ اور لوہے کی ایڑی لیگیا۔ جو ملک بھی انگریزی راج کے نیچے ہے۔ اپنے متعلق کہیگا۔ کہ وہ بے شمار اور وحشیانہ مظالم برداشت کر رہا ہے۔ ہمارے خیال میں ہر ایک اپنے اپنے نکتہ خیال سے راستی پر ہے۔ اکثر کہا کرتے ہیں۔ کہ جسکو نہ پوچھو۔ وہی سکھ میں زندگی بسر کرتا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دراصل سبھی دکھی ہیں ہمیں ہمیشہ یہ شکایت رہی ہے۔ کہ ہندوستان میں انگریزی ظلم کی حد ہی ہو گئی ہے۔ اور اس سے بڑھکر اور کسی ملک میں انگریز ظلم نہیں کرتے۔ لیکن سچ یہ ہے۔ کہ مصر وغیرہ ممالک ہم سے کسی طرح کم مصیبت میں نہیں ہیں +

آج ہمارے سامنے مصری ڈیلیگیشن کی رپورٹ پڑی ہے۔ جو انگریزی زبان میں لکھی ہوئی ہے۔ ۱۸۰ صفحے حجم

اتنے میں بیڑی ڈوب چلی - اور جب ملاح و پروفیسر دریا میں غوطے لگانے لگے - تو ملاح نے پروفیسر صاحب سے پوچھا - کہ کیا پروفیسر صاحب تیرنا جانتے ہو - تو پروفیسر نے جواب دیا - نہیں جی - اسپر ملاح نے کہا - تو پروفیسر صاحب آپکی ساری زندگی ہی فضول گئی - اسی طرح اس موقع پر جو شخص اپنی آزادی کیلئے تیار نہیں - سمجھو کہ اسکی زندگی فضول ہے - اسوقت سوائے ہندوستان کی آزادی کے باقی سب ٹیں ٹیں فش ہے

آؤ سب اکٹھے ہوکر اپنی متحد طاقتوں سے دانائی و ہوشیاری و بہادری سے ظالموں پر ایک بار ہی چوٹ لگائیں - تاکہ اس دنیا کو جو نیک لوگوں کے رہنے کی جگہ ہے - ان بد سیرت شیطان لوگوں سے پاک کردیں - اس بڑے پاپی کو پچھاڑنا ایک بڑے ثواب کا کام ہے ۔

(بولو بندے ماترم)

کے نیچے جنگ یورپ میں لاکھوں انسانوں کے خون کا دریا بہا دیا گیا۔ اور اس آزادی ڈیموکریسی و انصاف کے نام پر خون بہانے والے کون تھے؟ ہمارے جیسے مظلوم۔ ہمارے جیسے جاہل ہمارے جیسے غریب اور ہمارے جیسے دکھی۔

ہم اکثر سنتے ہیں۔ کہ عام انگریز اپنی آزادی کی خاطر ہر طرح کے دکھ سہارنے کو تیار رہتے ہیں۔ گویا وہ اپنی آزادی کیلئے پروانہ وار جل جاتے ہیں۔ مگر وہ ایسے خود غرض ہیں۔ یا بیوقوف ہیں۔ کہ ان کے نام پر مظلوم ملکوں میں جو انگریز حکمران کلاس ظلم کرتی ہے۔ بالکل لاپروا ہیں۔ یہ لاپرواہی یہ خود غرضی نہ صرف اس حکمران کلاس کا ستیاناس کرے گی۔ بلکہ جس طرح دانہ کے ساتھ گھن بھی پیسا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی عام انگریز حکمران انگریزی کلاس کے ساتھ پیسے جائینگے۔ اگر ان عام انگریزوں نے اپنی حکمران کلاس کا بڑھتا ہوا ظلم نہ روکا۔ تو یہ اپنی ہستی کو خدا حافظ ابھی سے کہہ دیں۔

پس اے ہندوستان کے مرد و زن بچو۔ تیار ہو جاؤ! ایک بڑا موقعہ آیا چاہتا ہے۔ جیسا کہ ایک کہاوت مشہور ہے۔ کہ ایک پروفیسر اور ایک ملاح ایک کشتی میں دریا سے گذر رہے تھے۔ راستہ میں پروفیسر نے ملاح سے دریافت کیا۔ کہ تم ھسٹری جانتے ہو۔ تو اس نے جواب دیا نہیں تو پروفیسر صاحب نے کہا۔ کہ تمہاری چوتھا ۱/۴ حصہ زندگی فضول گئی۔ پھر پوچھا کہ کیا تم حساب جانتے ہو۔ تو پھر ملاح نے وہی جواب دیا۔ تو پروفیسر نے کہا کہ ۱/۴ اور فضول گئی۔ پھر پوچھا۔ کہ کیا تم تواریخ جانتے ہو تو اس نے کہا کہ نہیں۔ تو پروفیسر صاحب کہنے لگے کہ ۱/۴ اور یوں ہی صرف ہو گئی

شروع ہوا۔ بعد میں گورمکھی میں۔ جو ابھی تک ان دو زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔ مگر اور بہت ساری زبانوں میں وقتاً فوقتاً بوقت ضرورت نکلتا رہا۔ غدری خیالات کی کتابیں بھی چھپتی رہیں +

اسکے شیر دل ممبران نے ہندوستان میں اپنے خیالات سے انگریزی حلقوں میں ایک آگ سی لگا دی۔ اگرچہ انگریزوں نے انہیں پھانسی پر لٹکا دیا۔ کالے پانی بھیج دیا مگر واہ رے شہیدوں کا خون۔ ایک شہید ہوتا ہے۔ تو ہزار اور پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اب یہ انہی شہیدوں کی محنت کا ثمر ہے۔ کہ ہندوستان اپنی آزادی کیلئے کایا پلٹ چکا ہے +

ہندوستان نے نہائیت برے دن دیکھے۔ اب امید ہے۔ کہ بہت جلد سکھی دن بھی دیکھے گا۔ ان برے دنوں میں ہم نے نہائیت کشٹ سہارے ہیں۔ اگر ہم ان حالات کے نیچے جو انسان پر جان کنی کے وقت طاری ہوتے ہیں۔ خاموش رہتے تھے یا اپنے میں بولنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ تو ہمارے خلاف پرچار کیا جاتا تھا۔ کہ دیکھو ہمارے راج سے ہندوستانی خوش ہیں۔ بڑے امن پسند ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ توقع تو ہم پسند بھی کیا گیا۔ کنگ جارج سے لیکر چھوٹے سے چھوٹا انگریز افسر ان میں ہر دلعزیز ہے۔ گویا انگریز انکے لئے خدائی بھیجے ہوئے ہیں۔ دوسری صورتمیں جب ہمارے لوگ ان ظالموں کے خلاف ہلنے جلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (اور ہمارے خیال میں جو ظلم کے خلاف یکدم غدر ہونا چاہئے) اور شور و غل مچاتے ہیں۔ تو گولیوں سے بھون ڈالا جاتا ہے یہ ہے آزادی اور یہ ہے ڈیموکریسی۔ یہ انصاف۔ جس کے پردے

پاتے ہوئے دیکھکر امریکہ و کینیڈا کو چلے آئے۔ یہاں انہوں نے آزاد ممالک کے خیالات کو بہت جلدی گرہن کر لیا۔ صاحب لوگوں کا ڈر ان کے دل سے جلدی ہی کافور ہو گیا۔ وہ کام کرتے ہوئے ہندوستان کا ذکر کرنے لگے۔ ہندوستان کی آزادی انکی روزمرہ کی گفتگو بن گئی۔ یہ خیالات ہندوستان کی آزادی کیلئے نیک شگون تھے۔ اب ضروری تھا کہ اس سے فائدہ بھی اٹھایا جائے۔ اور ان کو ایک جتھا بندی کی لڑی میں پرو دیا جائے۔ تاکہ انکی متحدہ طاقتوں سے ہندوستان میں انگریزی راج تباہ اور اسکی جگہ پرجا راج قائم کیا جائے۔ غدر پرچیوں کو بتلایا گیا۔ کہ ہر ایک ممبر اس پارٹی کا کوئی نہ کوئی عضو ہے۔ اور اس پارٹی کو زندہ رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ سارے عضو قائم رہیں۔ پس یکم نومبر سنہ ۱۹۱۳ء کو ہندوستان غدر پارٹی کی بنیاد سانفرانسسکو میں ڈالی گئی۔ انگریزی حلقوں میں ہل چل مچ گئی۔ انگریز سمجھ گئے کہ اس پارٹی کے قائم ہونے انگریزوں کے خاتمے کے دنوں کا آغاز ہے۔ دنیا کے تمام آزادی پسند حلقوں میں اس پارٹی کو خوش آمدید کہا گیا۔

زیادہ تر اس پارٹی کے ذمہ سوئے ہوئے بھائیوں کو جگانے کا کام تھا۔ یعنی پرچار اسکا فرض اول تھا۔ یہ کوئی محض سوشیل سدھارک پارٹی نہ تھی۔ اور نہ ہی ہے۔ اسنے پولیٹکل لائن پر کام کرنا شروع کر دیا۔ بھائیوں تک اپنی آواز پہنچانے کیلئے ضروری تھا۔ کہ اخبار نکالا جائے چنانچہ اسی دن یعنی یکم نومبر سنہ ۱۹۱۳ء سے ہی اخبار نکلنا شروع ہو گیا۔ پہلے پہل اردو زبان میں شائع ہونا

تجارت کے بہانہ سے ملک پر قبضہ کر لیا گیا۔ جو صریحاً دھوکا تھا۔

جب ہندوستان پر انگریزوں نے اپنا تسلط جما لیا۔ تو جو جو دل میں آئی کرنے لگے۔ اس بڑھتے ہوئے ظلم کو دیکھ کر غدر ۱۸۵۷ء کے لیڈران نے ایک بڑی بھاری تیاری انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کیلئے کی۔ یہ بڑا انقلاب اگرچہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ مگر تاہم اس غدر سے جبکہ غدر سے کبھی نقصان نہیں ہوا کرتا۔ بڑا بھاری فائدہ ہوا۔ انگریز جو ہندوستان کا ملیا میٹ کرنے کے خیال میں لگے ہوئے تھے۔ ایک دم چونک پڑے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ ہندوستانی ابھی زندہ ہیں۔ اور بالکل مردہ نہیں۔ غدر میں انگریزوں نے چن چن کر ہندوستانیوں کو قتل کر ڈالا۔ بوڑھے بچے۔ عورتوں کو توپوں کے منہ سے اڑا دیا گیا۔ تاکہ ہندوستان کی طاقت کمزور کی جائے۔ اور وہ دوسرا غدر انگریزوں کو نکالنے کیلئے نہ کر سکیں۔ بے شک اس غدر میں ہندوستان کو کمزور کرنے میں انگریزوں نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ اور وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہو گئے تھے۔ مگر ملک میں پھر زندگی کی علامات پائی جانے لگیں۔ اور تلک مہاراج جیسے آزادی کے پیغمبروں نے ہندوستان میں جنم لیا۔ انکی ساری عمر آزادی کیلئے خاطر لڑتے جھگڑتے گذر گئی۔ انکی قربانی سے بہت سارے نوجوان ہندوستانی انگریزی ظلم سے جنگ کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ لیکن دوسری طرف انگریزوں نے بھی اپنا ظلم تیز کرنا شروع کر دیا +

بہت سارے ہندوستانی اپنے ملک میں اپنی محنت کا پھل نہ

اسکی کامیابی میں اتنا یقین ہے۔ کہ انکا یہ یقین کوہ ہمالہ سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ ان کے اس یقین کو کوئی شخص یا شخصوں کا کوئی گروہ توڑنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اس پارٹی کے ممبران نے جو کام کئے۔ وہ اب ہندوستان میں لکھے جا رہے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہم ان پوتر روحوں کے کارناموں کو پوری طرح سے قلمبند نہیں کر سکتے۔ وہ روحیں جو اپنے وطن کی آزادی پر پروانہ وار جل گئے۔ وہ ہیں جو اپنے دیس میں سکھ قائم کرنے اور ظلم کو اکھاڑنے کیلئے ہزاروں طرح کے دکھ سہار گئے۔ اور بعض ابھی تک سہار رہے ہیں۔ انکے کارناموں کو لکھنا کارے دارد لیکن تاہم ہم یہ معذرت خواہی کرکے اس پارٹی کے متعلق چند الفاظ لکھ دیتے ہیں۔

ہندوستان کی دولت پر تمام لالچی دنیا کی آنکھیں ہمیشہ سے لگی رہی ہیں۔ پندرھویں صدی میں جب ترکوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرلیا۔ اور یورپ کا ایشیا سے تجارت کا راستہ بند کر دیا گیا اپنے ہاتھ میں رکھ لیا۔ تو یورپ کی بھوکی قومیں ڈرنے لگیں۔ کہ اگر ہندوستان دیگر ممالک کے ساتھ انکی تجارت بند ہو گئی۔ تو انکی جان کے لالے پڑ جائینگے۔ اسی خیال میں کولمبس نے جو دراصل ہندوستان کا راستہ تلاش کرنے نکلا تھا امریکہ دریافت کی۔ آخر واسکوڈے گاما بحری راستہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہوگیا۔ اور ہندوستان میں ان لوگوں کے منحوس قدم پڑنے شروع ہوگئے۔ بس پھر کیا تھا۔ تہذیب پر لگا گر اڑ گئی۔ اور دولت غائب ہونی شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ

یکم نومبر

غدر پارٹی کی سالگرہ

آج یکم نومبر ۱۹۲۰ء ہے - آج ہندوستان غدر پارٹی کی سالگرہ کا دن ہے - ہندوستان غدر پارٹی کب قایم ہوئی تھی؟ - یکم نومبر ۱۹۱۳ء کو - گویا اس پارٹی کو قایم ہوئے سات سال ہوئے ہیں - اور آج یہ پارٹی اپنے آٹھویں سال میں قدم رکھتی ہے - آٹھ سال کا بچہ بڑا پیارا لگتا ہے - آٹھ سال کا بچہ ہوش پکڑ لیتا ہے - وہ اپنے پرائے میں تمیز کرنی سیکھ جاتا ہے -

آج ہم دیکھتے ہیں - کہ ہندوستان کا ہر خرد و بشر اس آٹھ سالہ بچے کو بڑے پریم و محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے - اور ہندوستانی اپنے اس بچہ پر خاص فخر رکھتے ہیں - کیونکہ یہ بچہ انکی عمر کا سہارا ہے - ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد کسی واحد پارٹی نے ہندوستان کی پولیٹکل لائف میں ایسی نمایاں تبدیلی پیدا نہیں کی - جیسی کہ ہندوستان غدر پارٹی نے - یہ پارٹی غریب محنتی جفاکش اور مظلوم لوگوں کی پارٹی ہے - اس پارٹی کے ممبر اس بات کے نہایت پختگی سے قایل ہیں - کہ ہندوستان میں پرجا راج قایم ہونا چاہئے - اور انکا اپنی پارٹی اور

دیس بھیجنا چاہیے - ہر بھائی کا فرض ہے کہ اس اخبار کو پڑھے اور پڑھاوے - اور لفافہ میں رکھکر اپنے گھر یا دوست کو بھیج دے - سب کے اتفاق سے یہ کام ہو سکتا ہے - اگر چھ مہینے یا سال بھر چل کر یہ اخبار بند ہو گیا - تو تمام ہندوستانیوں کے واسطے شرم کا مقام ہے - اور انگریز خوشی منائینگے - یہاں لکھنے اور چھاپنے والے دیش بھگت موجود ہیں - جنہوں نے اس مہاجرت میں اپنی زندگی ارپن کر دی ہے - اب سب ہندی بھائیوں کی ہمت کا سوال ہے - اگر وہ پورے جوش سے اس اخبار کو پھیلا دیں - تو اس آشرم سے وہ کام ہو سکتا ہے - کہ تاریخ میں یادگار رہے +

آؤ پیارو وقت نکلا جاتا ہے - دیس میں ظلم و مصیبت کی حد ہو گئی ہے - ساری دنیا تمہارا منہ تکتی ہے - کہ کب یہ جوانمرد اٹھیں - اور کب انگریزوں کا ستیاناس ہو - تن من دھن سے وطن کی سیوا کرو - اور سب کو یہ اپدیش سناؤ - اور تیار ہو جاؤ - وہ وقت جلد آنیوالا ہے - جب قلم کی جگہ بندوق اور سیاہی کی جگہ خون کام آئیگا - بس غدر کیلئے دعا مانگو - بات کرو تو غدر کی خواب دیکھو تو غدر کے دھن گاؤ تو غدر کیلئے - ان کھاؤ تو غدر کیلئے - بس غدر کے سپاہی بن جاؤ - بھارت کے سپوتو - سور بیرو - گولی تیر تیار رکھو - جلد میدان جنگ میں ظالم کی قسمت کا فیصلہ ہوگا - ہندوستان کے سکھ اور عزت کے دن آئینگے +

کتابیں لکھی جائینگی - نوجوان پرچارک تیار کیے جائینگے - اور غدر کی
تیاری کا کام کیا جاویگا - ایسے ہی آشرم فرانس - جرمنی - اور
دوسرے ملکوں میں قایم کیے جائینگے - تاکہ کسی قسم کا خطرہ نہ ہو -
یگانتر آشرم اس بہادر بنگالی اخبار کی یادگار میں رکھا گیا ہے - جو کہ
سنہ ۱۹۰۶ء و ۱۹۰۷ء میں نکلتا تھا - اور بغاوت کا اپدیش کرتا تھا -
بند ہونیکے بعد کلکتہ میں اسکی ایک ایک جلد ایک ایک روپیہ کو بکی تھی - یگانتر
کے معنی ہیں نیا جگ یعنی آنیوالا جگ +

یہ آشرم ہمارا ہے - قلعہ ہے جہاں سے انگریزی راج پر گولہ باری
شروع کیجاویگی - یہ اخبار نہیں ہے **توپ** ہے - جسکے نشانہ سے
کوئی ظالم بچ کر نہیں جائیگا - یہ اخبار سیاہی سے چھپتا ہے مگر خون جگر
سے لکھا جاتا ہے - یہ مضامین نہیں ہیں - یہ سنتوں اور سورویروں
کی بانی ہے - جو بھائیوں کو جگائیگی - یہ پریم سندیسے ہزاروں میل چل
جاکر دلوں پر اثر کریگا - یہ شبد چڑیوں کو باز بنائینگے - اور لوبھ - موہ -
ہنکار - ڈر اور مورکھتا سے آتما کو صاف کرکے دیسی غدر کیلیے تیار
کرینگے - جو سب سے مہا یگ ہوگا +

اس اخبار کا کام پریم سے ہوتا ہے - لکھنا - چھاپنا - بھیجنا -
سب کام دیشی پریمی لوگ کرتے ہیں - کسی کو مزدوری نہیں دی
جاتی - اس طرح کفایت سے اخبار چل سکتا ہے - اپنا چھاپہ خرید لیا گیا
ہے -

ہندوستان میں کئی لاکھ اردو گورمکھی پڑھنے والے ہیں - انکے لیے
چند ہزار اخبار کچھ بھی نہیں ہیں - ہم لاکھوں کی تعداد میں اخبار

کے برخلاف اخبار جاری کیا۔ اور فارس کے باشندوں کو غیرت دلائی کہ انگریزوں کو اپنے ملک میں داخل ہونے دیں+

اس فوج کا ایک دستہ امریکہ میں پہنچا ہے۔ غلامی کے پنجاب سے بھاگ کر اب کیلیفورنیا دوسرا آزادی کا پنجاب ملا ہے جہاں بھائیوں سے صاف صاف باتیں کر سکتے ہیں۔ یہاں بھی سب لوگوں میں وہی جوش پایا جو دیش میں ہے۔ اور ادھر میں آزادی کے ساتھ لیکچر دے سکتے ہیں۔ اخبار چھاپ سکتے ہیں۔ سبھا بنا سکتے ہیں۔ سب کام کر سکتے ہیں۔ جو دیش میں بند کئے گئے ہیں۔ اب یہاں سے اس جنگ میں دشمن پر حملہ کرنا ہے۔ شریر دیش سے دور ہے۔ مگر دل وطن میں ہے۔

غربت میں ہوں اگر ہم رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی دل ہو جہاں ہمارا

اب لڑائی جاری رکھنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ اخبار چلایا جاوے۔ کتابیں چھاپی جاویں۔ کتابیں اور اخبار یہاں سب بھائیوں میں پھیلائی جائیں۔ اور پوشیدہ طور پر دیس بھیجی جائیں۔ جنگی خبر بھیجی جائیں۔ دوسری قوموں کی مدد مانگی جاوے۔ اس کام کیلئے ایک سبھا بنائی گئی ہے۔ جسکا نام پیسفک کوسٹ ہندی سبھا رکھا گیا ہے۔ پورٹ لینڈ۔ اسٹوریا۔ سینٹ جان۔ برائڈل ویل۔ سکرامنٹو۔ شکاگو وغیرہ میں اسکی شاخیں ہیں۔ دیش بھگتوں نے روپیہ دیا ہے۔ سانفرانسسکو میں یگانتر آشرم قائم کیا گیا ہے۔ اسی آشرم سے یہ اخبار چھپایا جاویگا۔

سب اخبار ضبط کر لئے۔ ایڈیٹروں کو کالے پانی بھیج دیا گیا۔ لیکچراروں کو قید کردی گئی۔ بال گنگادھر تلک مہاراج کو اس بڑھاپے میں چھ سال کی قید کیگئی۔ مہاتما اربندو گھوش پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور ایک سال حوالات میں رکھے۔ لاہور میں ایک بنس گوپال نامی نوجوان کو سات سال کا کالے پانی دیا گیا۔ اسی طرح ظلم کے سوٹے سے ہندوستانیوں کو خاموش کرنیکی کوشش کیگئی۔ ملک کے اندر کوئی آواز انگریزی راج کے برخلاف اپدیش کرنیوالی باقی نہ رہی۔ خاموشی اور پریشانی کا سماں بندھ گیا۔ انگریزوں نے سمجھا کہ اب یہ آگ بجھ گئی +

مگر ظالم ہمیشہ غلطی کرتا ہے۔ اسکی ہر ایک چال الٹی پڑتی ہے۔ اسکی ہر ایک قدم بے رائیگاں جاتی ہے۔ اس ہل چل میں چند دلیر بہت جاسوسوں اور سپاہیوں کے جال کو کود کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے۔ اور گورنمنٹ دیکھتی ہی رہ گئی۔ چنانچہ مہاتما اربندو گھوش نے کمال کیا۔ کہ سینکڑوں جاسوسوں کے پنجے میں سے نکلکر فرانسیسی شہر پانڈی چری میں پہنچ گئے۔ جہاں انگریزی راج انکا بال بیکا نہیں کرسکتا۔ صوفی انبا پرشاد اور اجیت سنگھ فارس روانہ ہو گئے۔ اور یورپ میں حفاظت سے رہتے ہیں۔ پنڈت شامجی کرشن ورما جو لندن میں رہتے تھے۔ وہاں سے بھاگ کر پیرس آ گئے۔ اور اپنا انگریزی اخبار برابر نکالتے رہتے ہیں۔ میڈم کاما پارسی استری نے سوٹزرلینڈ سے انگریزی اخبار بندے ماترم جاری کیا۔ جو ہر ماہ آزادی کا پیغام لاتا رہتا ہے۔ صوفی انبا پرشاد نے فارس میں انگریزوں

پٹاخے کی کیوں سوجھی؟

سنیئے! ہندوستان میں سنہ ۱۹۰۵ء سے وہ زبردست تحریک شروع ہوئی۔ کہ تین سال میں انگریز خوف سے تھرتھرانے لگے۔ پہلے سب شہروں میں سودیشی کا پرچار ہوا۔ سب نے ولایتی مال خریدنے سے انکار کیا۔ اور دیسی کپڑے کا استعمال شروع ہوا۔ اس سے انگریزی سوداگروں کو بہت نقصان پہنچا۔ اور دیش بھگتی کا خیال کونہ کونہ میں پھیل گیا۔ پھر سنہ ۱۹۰۷ء میں پنجاب میں اجیت سنگھ و لاجپت رائے نے لائل پور ضلع میں مالیانہ بڑھانے کے خلاف زور شور سے جلسے شروع کئے۔ زمیندار لوگ لٹھ لیکر بیشمار لاہور آگئے۔ فوج بھی بگڑنے لگی۔ تب پنجاب گورنمنٹ نے اجیت سنگھ و لاجپت رائے کو یکایک پکڑ کر جلاوطن کر دیا۔ اور لگان نہ بڑھایا۔ اس فتح کے بعد بنگال میں قومی کالج قائم کئے گئے۔ تاکہ سرکاری مدرسوں کے ذہریلے اثر سے بچوں کو بچایا جائے۔ ہر ضلع میں قومی مدرسے جاری کئے گئے +

جنوبی افریقہ میں ہندیوں نے دیگا کر کے صاف کہہ دیا۔ کہ ہم بے عزت قوم کی طرح جینا گوارا نہ کرینگے۔ اور قانون کو نہ ماننے کی بجائے ہزاروں آدمی قید خانہ میں چلے گئے۔ آخر میں وہاں سے بھی انگریزوں کو ہاتھ کھینچنا پڑا +

بعد ازاں بنگال کے سوربیر ہیم چندر داس نے پیرس میں جا کر بم بنانے کا ہنر سیکھا۔ کلکتہ واپس آکر کارخانہ بم جاری کیا۔ اور دوسرے نوجوانوں کو سکھانا شروع کیا۔ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۸ میں مظفر پور بنگال میں پہلا بم چلا۔ اس بم کی آواز سے انگریزی گورنمنٹ کے ہوش خطا ہو گئے۔ لگی سب کو پکڑنے دھکڑنے + پھر کیا تھا۔ دیس کے اندر ہر قسم کا پرچار بند ہو گیا۔

اور عیسائی مذہب پھیلانے کی پوری کوشش کرتے۔ اس جنگ نے ان
خرابیوں سے ملک کو بچا دیا۔ گو انگریزی راج بالکل برباد نہ ہوا۔ تا
ہم اسکے پر کٹ گئے۔ سانپ مرا تو نہیں ادھ موا تو ہو گیا +

پندرہ برس بعد بابا رام سنگھ نے لوگوں کو تیار کیا۔ کہ
انگریزی راج کی جڑ کاٹی جائے۔ لوگوں نے انگریزی نوکری کو پاپ
سمجھا۔ اور سب کو بغاوت کا اپدیش کیا۔ آخر ۱۸۷۲ء میں انہوں
نے کھلم کھلا لڑائی کی۔ مگر سوئے گھر میں ایک جاگتا بھائی چوروں
سے کس طرح لڑ سکتا ہے۔ سو اور بیر لوگ مرد اور بچے توپ کے
منہ سے اڑائے گئے۔ اور سب ہندی جوانمرد دیکھتے ہی رہے +

اب پھر ۱۹۰۷ء سے وہی کام جاری کیا گیا ہے۔ جس میں
پلوا کر سنگھ سے اتنے بہادر پرشوں اور بہادروں نے اپنی جان قربان کی
اب تمام ملک میں بڑی تحریک قایم ہو گئی ہے۔ دن دونی اور رات چوگنی
ترقی کر رہی ہے۔ اس تحریک نے ایسا اتفاق استقلال اور جوش
پیدا کیا ہے۔ کہ تمام دنیا اس کی تعریف میں حیران ہے۔ اس
تحریک میں بڑے بڑے ودوان اور دھرماتما شامل ہیں۔ جنکے نام
ہندوستان کی تاریخ میں موتیوں کی طرح پروئے جائینگے۔ اس تحریک
کا یہ مقصد ہے۔ کہ ہندوستان میں ایک بڑا غدر کر کے انگریزی
راج کو گھن لگائے ہوئے درخت کی طرح اکھاڑ کر برباد کر دیا جائے
اور اپنا قومی راج قایم کر کے پرجا سکھ سے رہے۔

یہ بات تو ٹھیک ہے مگر کہاں ہندوستان اور کہاں
سانفرانسسکو + یہ تو بتایئے یہاں کیونکر آنا ہوا؟ اور یہاں اخبار

بدکار - بدکردار گورنمنٹ کو برباد کرکے تہذیب کے اصولوں کے بموجب آزادی - امن - صحت - تعلیم اور ترقی کا انتظام کیا جاوے - انگریزی راج قوم کیلئے ناسور ہے - جہاں انگریزی جھنڈے کا منحوس سایہ پڑتا ہے - وہاں سے خوشی فوراً بھاگ جاتی ہے - یہ ٹڈی دل جدھر سے گزرتا ہے - وہاں ایک سبز پتا باقی نہیں رہتا - جس ملک میں ان لیٹروں کے قافلے ڈیرہ جمایا ہے - وہاں جلدی قحط و با نمودار ہو جاتے ہیں - جن قوموں کے برے دن آتے ہیں - وہ دوسری قوموں کے ماتحت ہو جاتی ہیں - پھر ان پر طرح طرح کی آفتیں نازل ہوتی ہیں - ہندوستان کو آجکل اس موذی کا منہ سامنا کرنا ہے - اس کشتی میں جیت ہو - تو ملک کی ترقی کے جھنڈے اٹھائے جا سکتے ہیں +

۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے لوگوں نے سوچ وچار کر کے یہ فیصلہ کیا - کہ انگریزی راج کو ہٹا کر اپنا قومی راج کیا جائے - ہندو مسلمان راجا پرجا سب اس کام میں شامل ہو گئے - مئی ۱۸۵۷ء میں یہ غدر شروع ہوا - جس کے نام ہی سے اب بھی انگریز کانپتے ہیں - اس لڑائی میں ہندوستانی سورماؤں نے وہ جوہر دکھلائے - کہ تاریخ ہند میں اب تک وہ ہیرے کی انگوٹھی کی طرح چمکتے ہیں - مگر پورا اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے وہ وار خالی گیا - پھر بھی ظالموں کو ایسا سبق مل گیا کہ ہندوستان میں جان باقی ہے - اگر ۱۸۵۷ء میں غدر نہ ہوتا - تو انگریز ساری ریاستوں کو بلکل ہڑپ کر جاتے -

سے انگریزی راج پر گولہ باری ہوتی ہے ۔ جو کہ اسکو ملیا میٹ کرے بغیر نہ رہیگی ۔ آج ہندی بھائیوں کو جہالت اور غلامی سے نکالنے کیلئے ایک نیا ہتھیار گھڑا گیا ہے ۔ جس سے گورنمنٹ کا خون خشک ہوتا ہے ۔ آج وہ کام کیا گیا ہے ۔ جس کی دھوم عام دنیا میں جلد ہی مچ جاویگی ۔ جس کا ذکر فخر شکر اور خوشی کے ساتھ ہمارے بچے اور پوتے کیا کرینگے +

ہمارا نام کیا ہے ۔ غدر ۔ ہمارا کام کیا ہے ۔ غدر ۔ نام اور کام یکساں ہے ۔ شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے ۔

سوال سے پہلے جواب حاضر ہے ۔ غدر کی کیا ضرورت ہے ۔ کہاں یہ غدر ہوگا ۔ کیونکر ہوگا ۔ کب ہوگا + لیجے سارا بھید بتا دیئے ہیں ۔ ہمت ہے تو سن لو ۔ نہیں تو گھر بھاگ جاؤ +

کہاں غدر مچیگا ؟ ہندوستان میں ۔ کب مچیگا ؟

چند سال میں ۔ کیوں مچیگا ؟ کیونکہ اب انگریزی راج ظلم و ستم سے خلقت تنگ آگئی ہے ۔ اور آزادي کیلیے لڑنے کو تیار ہے ۔ اس غدر کی تیاری کرنا ہر ایک ہندوستانی کا فرض ہے +

ڈیڑھ سو برس سے انگریز اپنا راج جمارہے ہیں ۔ آہستہ آہستہ ۔ بنگال ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ پنجاب بہت صد رہا لئے ہیں ریاستوں میں بھی اپنا دخل دیا ہے ۔ اور ہر طرح انکو کمزور کرتے جاتے ہیں ۔ صرف نیپال بھوٹان ان کے پنجہ سے بچے ہوئے ہیں اب وقت آگیا ہے ۔ کہ اس بڑھتی ہوئی آگ کو بجھایا جاوے ۔ اس پلیگ کا انسداد کیا جاوے ۔ اس بدذات ۔ بدمعاش

بدکار - بدکردار گورنمنٹ کو برباد کرکے تہذیب کے اصولوں کے بموجب آزادی - امن - صحت - تعلیم اور ترقی کا انتظام کیا جاوے - انگریزی راج قوم کیلئے ناسور ہے - جہاں انگریزی جھنڈے کا منحوس سایہ پڑتا ہے - وہاں سے خوشی دور بھاگ جاتی ہے - جیسے ٹڈی دل جدھر سے گزرتا ہے - وہاں ایک سبز پتہ باقی نہیں رہتا - جس ملک میں ان لٹیروں کے قافلے ڈیرہ جماتے ہیں - وہاں جلدی قحط - وبا نمودار ہو جاتے ہیں - جن قوموں کے برے دن آتے ہیں - وہ دوسری قوموں کے ماتحت ہو جاتی ہیں - پھر ان پر طرح طرح کی آفتیں نازل ہوتی ہیں - ہندوستان کو آجکل اس موذی کا منہ سامنا کرنا ہے - اس کشتی میں جیت ہو - تو ملک کی ترقی کے جھنڈے اٹھائے جا سکتے ہیں +

۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے لوگوں نے سوچ وچار کرکے یہ فیصلہ کیا - کہ انگریزی راج کو ہٹا کر اپنا قومی راج کیا جائے - ہندو مسلمان راجا پرجا سب اس کام میں شامل ہو گئے - مئی ۱۸۵۷ء میں غدر شروع ہوا - جس کے نام ہی سے اب بھی انگریز کانپتے ہیں - اس لڑائی میں ہندوستانی سوربیروں نے وہ جوہر دکھائے - کہ تاریخ کی پیشانی پر اب تک وہ ہیرے کی انگوٹھی کی طرح چمکتے ہیں - مگر پورا اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے وہ وار خالی گیا - پھر بھی ظالموں کو ایسا سبق مل گیا کہ ہندوستان میں جان باقی ہے - اگر ۱۸۵۷ء میں غدر نہ ہوتا - تو انگریز ساری ریاستوں کو بھی ہڑپ کر جاتے -

سے انگریزی راج پر گولہ باری ہوتی ہے - جو کہ اسکو ملیا میٹ کرے بغیر نہ رہیگی - آج ہندی بھائیوں کو جہالت اور غلامی سے نکالنے کیلئے ایک نیا ہتھیار گھڑا گیا ہے - جس سے گورنمنٹ کا خون خشک ہوتا ہے - آج وہ کام کیا گیا ہے - جس کی دھوم عام دنیا میں جلد ہی مچ جاویگی - جس کا ذکر فخر شکر اور خوشی کے ساتھ ہمارے بچے اور پوتے کیا کرینگے +

ہمارا نام کیا ہے - غدر - ہمارا کام کیا ہے - غدر - نام اور کام یکساں ہے - شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے -
سوال سے پہلے جواب حاضر ہے - غدر کی کیا ضرورت ہے - کہاں یہ غدر ہوگا - کیونکر ہوگا - کب ہوگا + لیجئے سارا بھید بتا دیتے ہیں - ہمت ہے تو سن لو - نہیں تو پھر بھاگ جاؤ +

کہاں غدر مچیگا؟ ہندوستان میں - کب مچیگا؟ چند سال میں - کیوں مچیگا؟ کیونکہ اب انگریزی راج ظلم و ستم سے خلقت تنگ آگئی ہے - اور آزادی کیلئے لڑنے کو تیار ہے - اس غدر کی تیاری کرنا ہر ایک ہندوستانی کا فرض ہے +

ڈیڑھ سو برس سے انگریز اپنا راج جما رہے ہیں - آہستہ آہستہ - بنگال - مدراس - بمبئی - پنجاب بہت حصہ دبا لئے ہیں ریاستوں میں بھی اپنا دخل دیا ہے - اور ہر طرح انکو کمزور کرتے جاتے ہیں - صرف نیپال بھوٹان ان کے پنجہ سے بچے ہوئے ہیں اب وقت آگیا ہے - کہ اس بڑھتی ہوئی آگ کو بجھایا جاوے - اس پلیگ کا انسداد کیا جاوے - اس بدذات - بدمعاش

یکم نومبر

غدر پارٹی کی سالگرہ

”غدر“ کا پہلا پرچہ

یکم نومبر ۱۹۱۳ء

ہمارا نام ہمارا کام — آج یکم نومبر ۱۹۱۳ء کو ہندوستان کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ آج انگریزی راج کے برخلاف غیر ملکوں میں دیس کی زبان میں جنگ شروع ہوتی ہے۔ آج کا دن مبارک ہے۔ کہ انگریزی راج کی جڑ اکھاڑنے والا لفظ غدر اردو اور گورمکھی میں اس اخبار پر نمودار ہوتا ہے۔ گھر سے دس ہزار میل دور پردیس میں اس اخبار کا چھپنا ایک نیا واقعہ ہے۔ کہ اس پر غور کرنے سے دل خوشی کی لہروں میں اچھلنے لگتا ہے۔

آج ہندوستان کی قسمت پھر رہی ہے۔ کہ نئی امیدوں اور نئے ولولوں کا زمانہ آگیا ہے۔ آج نوجوانوں کے پژمردہ دلوں پر جوش و ہمت کا چھینٹا دے کر ان میں نئی جان ڈالی گئی ہے۔ آج قلم کی طاقت